عید مبارک کہنے کا مسنون طریقہ

جمع و ترتیب : محمد منیر قمر سیالکوٹی' ترجمان سپریم کورٹ الخبر سعودی عرب

نماز عید اور خطبہ کے بعد ایک دوسرے کو ملتے وقت محض عید مبارک' عید مبارک کہتے ہیں بلکہ صحیح و مسنون طریقہ یہ ہے کہ ایک دوسرے کو ملتے وقت کہا جائے :

تقبل اللہ منا و منکم

اللہ ہماری اور آپ کی عبادت قبول فرمائے !

کیونکہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فتح الباری میں "محاملیات" کے حوالہ سے روایت بیان کی ہے جس کی سند کو حسن کہا ہے۔ اس میں جبیر بن نفیر بیان کرتے ہیں کہ :

کان اصحاب النبی ﷺ اذا التقوا یوم العید یقول بعضهم لبعض تقبل اللہ منا و منکم (تمام المنہ ص ۳۵۶)

نبی ﷺ کے صحابہ جب عید کے دن ایک دوسرے سے ملتے تو کہتے اللہ تعالیٰ ہماری اور تمہاری (عبادات) قبول فرمائے !

اور امام سیوطیؒ نے الحاوی للفتاوی کے جزو اول میں شامل رسالہ وصول الامانی فی اصول التهانی صفحہ ۱۰۹ میں اسی اثر کو زاہر بن طاہر کی کتاب "تحفۃ عید الفطر" کی طرف اور ابواحمد فرضی کی طرف منسوب کیا ہے اور یہی الفاظ حافظ کی کتاب "صلاۃ العیدین" اور ابوالقاسم اصبہانی کی "الترغیب والترہیب" میں بھی مروی ہے۔ اور اس روایت کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے جسے ابن الترکمانی نے "الجوہر النقی" (۳/۳۲۰) میں محمد بن زیادہ سے روایت کیا ہے جس میں وہ کہتے ہیں :

کنت مع ابی امامة الباهلی وغیرہ من اصحاب النبی ﷺ فکانوا اذا

يقول بعضهم لبعض تقبل الله منا و منک

میں ابوامامہ اور دوسرے اصحاب النبی ﷺ کے ساتھ تھا وہ جب (عید گاہ سے) واپس آتے تو ایک دوسرے کو کہتے کہ اللہ ہماری تمہاری (عبادت) قبول کرے۔ اس روایت کے بعد امام احمد کا قول نقل کیا ہے جس میں وہ فرماتے ہیں کہ اس کی سند جید ہے۔ لیکن ابن ترکمانی نے یہ ذکر نہیں کیا کہ یہ روایت کس کی ہے اس میں (للتفصیل المنہ ص ۳۵۴،۳۵۲)

ان آثار سے معلوم ہوا کہ عید کے دن ایک دوسرے کو عید مبارک، عید مبارک کہنے کی بجائے مسنون طریقہ پر مذکورہ دعائیہ الفاظ ہی کہنا اور ان ہی کو رواج دینا چاہیے تاکہ ثواب بھی ہو۔ واللہ الموفق

نماز عیدین کے بعد مصافحہ اور معانقہ کی شرعی حیثیت

عید الفطر ہو یا عیدالاضحیٰ، نماز عید سے فارغ ہو کر خطبہ ختم ہونے پر جب لوگ عیدگاہ میں ایک دوسرے سے ملتے ہیں تو سلام و مصافحہ اور معانقہ بھی کرتے ہیں اور ساتھ ہی عید مبارک، عید مبارک کی رٹ لگاتے ہیں۔ ہمارے ہاں یہ سلسلہ صرف عیدگاہ تک ہی نہیں بلکہ کئی دنوں تک ہر جگہ چلتا رہتا ہے۔ ان ہر دو امور میں سے عید مبارک، عید مبارک کہنے کی بجائے تو مسنون الفاظ بتائے جا چکے ہیں کہ تقبل اللہ منا و منکم کہنا چاہیے جبکہ مصافحہ و معانقہ کی شرعی حیثیت اور خصوصا عیدین کی نماز کے بعد اس کا کیا حکم ہے؟ اس سلسلہ میں برصغیر کے ایک معروف عالم و محدث کبیر علامہ شمس الحق عظیم آبادی ڈیانوی (مؤلف عون المعبود شرح ابی داؤد) نے ایک مفصل فتویٰ رقم فرمایا تھا جو ایک رسالہ کی شکل میں بھی شائع ہوا تھا۔ اور بعد میں مولانا محمد عزیز صاحب نے جب علامہ موصوف کے مختلف کتب میں بکھرے ہوئے فتاویٰ کو یکجا کر کے "فتاویٰ مولانا شمس الحق عظیم آبادی" کے نام سے مرتب کیا (جسے علمی اکیڈمی کراچی نے ۱۹۸۹ء میں شائع کیا) تو انہوں نے اس فتویٰ کو بھی اس مجموعہ میں صفحہ ۱۱۶ تا ۱۲۵

حل کر دیا جسے ہم نے افادہ عام من و عن یہاں نقل کر رہے ہیں

عیدین کے بعد مصافحہ و معانقہ کا شرعی حکم

الحمد للہ رب العالمین ' و الصلاۃ و السلام علی رسولہ محمد و الہ و اصحابہ و ازواجہ اجمعین

سوال :۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اور مفتیان شرع متین اس مصافحہ و معانقہ کے بارے میں جو خاص کر عیدین میں بعد نماز کے ہوتا ہے؟ اور مصافحہ و معانقہ کا ایک ہی حکم ہے یا کوئی فرق ہے ؟ ان دونوں کا کون سا وقت اور موقع ہے ؟ جواب اس کا حدیث اور فقہ سے دیا جائے

جواب :۔ ان الحکم الا للہ العظیم جاننا چاہیے کہ مصافحہ کرنا وقت ملاقات کے احادیث صحیحہ سے ثابت ہے' پس جب اور جس وقت دو مسلمان ملاقاتی ہوں' دونوں بعد سلام کے مصافحہ کریں۔ سنن الترمذی:

عن البراء بن عازب قال قال رسول اللہ و سلم ما من مسلمین یلتقیان فیتصافحان الا غفر لھما قبل ان یتفرقا۔ قال الترمذی حدیث حسن

و عن حذیفۃ بن الیمان عن النبی ﷺ قال ان المومن اذا لقی المومن فسلم علیہ و اخذ بیدہ تناثرت خطایاھما کما تتناثر ورق الشجر رواہ الطبرانی فی الوسط و سندہ حسن

و عن سلمان الفارسی ان النبی ﷺ قال ان المسلم اذ لقی اخاہ فاخذ بیدہ تحاتت عنھما ذنوبھما کما یتحات الورق عن الشجرۃ الیابسۃ رواہ الطبرانی باسناد حسن قالہ المنذری

اور سلام اور مصافحہ وقت رخصت کے بھی بعض روایات میں آیا ہے:

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ اذا انتھی احدکم الی المجلس فلیسلم فاذا اراد ان یقوم فلیسلم فلیست الاولی باحق من

الاخرۃ رواہ ابوداؤد‘ الترمذی و حسنہ والنسائی و لفظ ابن حبان فی صحیحہ اذا جاء احدکم الی المجلس فلیسلم فان بدا لہ ان یجلس فلیجلس و ان قام فلیسلم فلیست الاولی باحق من الآخرۃ

و عن ابن مسعود عن النبی ﷺ قال من تمام التحیۃ الا خذ بالید رواہ الترمذی

اور معانقہ کرنا حضر میں ثابت نہیں بلکہ منع ہے۔ ہاں جو سفر سے آوے اس سے معانقہ کرنا مستحب ہے اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔

عن انس قال قال رجل یا رسول اللہ الرجل منا یلقی اخاہ او صدیقہ اینحنی لہ قال لا قال افیلتزمہ و یقبلہ قال لا فیاخذ بیدہ و یصافحہ قال نعم رواہ الترمذی و ابن ماجہ قال الترمذی ھذا حدیث حسن

عن عائشۃ قالت قدم زید بن حارثۃ المدینۃ و رسول اللہ ﷺ فی بیتی فاتاہ فقرع الباب فقام الیہ رسول اللہ ﷺ عریانا یجر ثوبہ و اللہ ما رایتہ لا قبلہ و لا بعد عریانا فاعتنقہ و قبلہ رواہ الترمذی

و عن انس قال کان اصحاب النبی ﷺ اذا تلاقوا تصافحوا و اذا قدموا من سفر تعانقوا رواہ الطبرانی قال المنذری فی الترغیب و رواتہ کلھم محتج بھم فی الصحیح

امام نووی نے شرح صحیح مسلم اور کتاب الاذکار میں لکھا ہے:

و المعانقہ و تقبیل الوجہ لغیر القادم من سفر و نحوہ مکروھان نص علی کراھتہ ابو محمد البغوی انتھی

و ھکذا قال الطیبی فی شرح المصابیح و علی القاری فی المرقاۃ شرح المشکوۃ

اور شیخ عبدالحق دہلوی شرح فارسی مشکوۃ میں لکھتے ہیں:

مختار مذہب ہمیں است کہ معانقہ و تقبیل در قدوم سفر جائزاست بے

قراہت انتھی

اور فتاوی قاضی خان میں ہے: یکرہ المعانقہ النتھی

اور مدخل شیخ ابن الحاج مالکی میں ہے: و اما المعانقہ فقد کرھھا مالک انتھی

پس علماء حنفیہ و شافعیہ و مالکیہ کے نزدیک معانقہ کرنا ایسے شخص سے جائز ہے جو کہ سفر سے آتا ہو اور سوائے اس کے مکروہ ہے۔

باقی رہا مصافحہ و معانقہ بعد نماز عید کے' پس اس کا جواب یہ ہے کہ معانقہ و مصافحہ کرنا بعد عیدین کے ناجائز و بدعت ہے۔ اور یہ بدعت اگرچہ مدت قدیمہ سے جاری ہے مگر زمانہ قرون ثلاثہ میں اس کا وجود نہیں تھا۔ بعد قرون ثلاثہ کے یہ بدعت حادث ہوئی ہے۔ اور لوگوں کی یہ حالت ہے کہ مصلی یا مسجد میں عیدین کے دن نماز کے لئے جمع ہوتے ہیں اور سارے لوگ ایک جگہ موجود رہتے ہیں اور ایک دوسرے سے ملاقات ہوتی ہے۔ مگر وقت ملاقات کے سلام اور مصافحہ کچھ بھی نہیں کرتے۔ گویا وقت ملاقات کے یہ مسنون ہی نہیں ہے۔ پھر جیسے ہی نماز سے فرصت ہوئی ہر شخص نے مصافحہ یا معانقہ کرنا شروع کیا۔ گویا وقت مسنون اب آیا ہے۔ اور اس مصافحہ و معانقہ کو لوگ سنت صلاۃ عیدین سمجھتے ہیں۔ پس یہ مصافحہ و معانقہ جو اس خصوصیت کے ساتھ بعد نماز عیدین کے ہوتا ہے بلاشبہ بدعت اور محدث فی الدین ہے اور معانقہ کا حال اوپر معلوم ہوا ہے۔ کہ وقت قدوم مسافر کے مسنون ہے اور سوائے اس کے مکروہ ہے۔ پس معانقہ بعد صلاۃ العدین یہ بھی مکروہ ہوگا۔ شیخ احمد بن حنفی رومی نے مجالس الابرار و مسالک الاخیار میں لکھا ہے:

المجلس الخمسون فی بیان المصافحة و فوائدها و بدعیتها فی غیر محلها قال قال رسول الله ﷺ ما من مسلمین یلتقیان فیتصافحان الا غفر لهما قبل ان یتفرقا و یثبت شرعیة المصافحة عند

لقاء المسلم لاخیه فینبغی ان توضع حیث وضعها الشرع اما فی حال ملاقاۃ مثل کونها عقیب صلاۃ الجمعة و العیدین کما هو العا زماننا فالحدیث ساکت عنه فیبقی بلا دلیل و قد تقرر فی موضعه ما لا دلیل علیه فهو مردود لا یجوز التقلید فیه بل یروه ما روی عائشة انه علیه السلام قال من احدث فی امرنا هذا ما لیس منه فهو رد ای مردود فان الاقتدا لا یکون الا النبی علیه السلام اذ قال الله تعالی و ما اتاکم الرسول فخذوه و ما نهاکم عنه فانتهوا

یعنی اور بدون وقت ملاقات کے جیسے بعد نماز جمعہ اور عیدین کے ۔ اس زمانے میں عادت جاری ہے سو حدیث سے ثابت نہیں ہے۔ پس یہ بلا ۔ ہے اور اپنی جگہ میں یہ بات ثابت ہے کہ جس امر کی کچھ دلیل نہیں ہوتی ۔ ہوتا ہے اس میں پیروی جائز نہیں بلکہ یہ عائشہ رضی اللہ ع . روایت سے ہی رد ہوتا ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جس نے کچھ نئی بات ہمارے اس دین میں جو دین سے نہیں ہے سو وہ رد ہے یعنی مردود ہے۔ ۔ پیروی سوائے نبی ﷺ کے کسی کی نہیں اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: " اور جو دے میرا رسول تم کو وہ لے لو اور جس سے منع کرے اس کو چھوڑ دو

ایک آیت میں فرمایا:

فلیحذر الذین یخالفون عن امرہ ان تصیبهم فتنة او یصیبهم عذاب الیم

سو ڈرتے رہیں جو لوگ خلاف کرتے ہیں اس کے حکم کا، کہ پڑے ان پر کچھ خرابی یا پہنچے ان کو عذاب درد دینے والا۔

علاوہ یہ ہے:

ان الفقهاء من الحنفیة والشافعیة و المالکیة صرحوا بکراهتها و

کونها بدعة

فقہاء حنفی اور شافعی اور مالکی مذہبوں نے اس مصافحہ کو صاف مکروہ کہا ہے۔ اور بدعت ہے:

قال فی الملتقط يكره المصافحة بعد الصلاة بكل حال لان الصحابة ما صافحوا بعد الصلاة و لا نها من سنن الروافض

ملتقط میں ہے کہ مصافحہ بعد نماز کے بہرحال مکروہ ہے' اس واسطے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے بعد نماز کے مصافحہ نہیں کیا' اور اس لئے کہ یہ طریقہ رافضیوں کا ہے۔

اور ابن حجر مکی شافعی نے کہا:

ما يفعله الناس فی المصافحة عقيب الصلوات الخمس بدعة مكروهة لا اصل لها فی الشريعة المحمدية ينبه فاعلها او لا بانها بدعة مكروهة و يعزر ثانيا ان فعلها

یہ جو لوگ پنجگانہ نمازوں کے بعد مصافحہ کیا کرتے ہیں بدعت مکروہہ ہے شریعت محمدی میں اس کی کچھ اصل نہیں مصافح کرنے والے کو پہلے جتلانا چاہیے کہ یہ بدعت ہے' اور اگر ترک نہ کرے تو پھر تعزیر دینا چاہیے۔

ينبغی ان يمنع الامام ما احدثوه من المصافحة بعد صلاة الصبح و بعد صلاة الجمعة و بعد صلاة العصر و بل زاد بعضهم فعل ذلک بعد الصلوات الخمس و ذلک كله من البدع و موضوع المصافحة فی الشرع انما هو عند لقاء المسلم لاخيه لا فی ادبار الصلوات فحيث الشرع بضعها و ينهى عنها و يزجر فاعلها لما اتى من خلاف السنة و هذا التصريح منهم يشعر بالاجماع فلا يجوز المخالفة بل يلزم الاتباع لقوله تعالى " و من يشاقق الرسول من بعد ما تبين له الهدى و يتبع غير سبيل المومنين نوله ما تولى و نصله جهنم و ساءت مصيرا " و لو

لم یصرح الفقہاء بکراھتھا بل کانت مباحۃ فی نفسھا لحکمنا فی ھذا الزمان بکراھتھا۔ اذا واظب علیھا الناس و اعتقدوھا سنۃ لازمۃ بحیث یجیزون ترکھا حتی وصل الینا من بعض من اشتھر بالعلم انہ قال ھی من شعائر الاسلام فکیف یترکھا من کان من اھل الایمان فانظروا یا اھل الانصاف اذا کان اعتقاد الخواص من ھکذا فاعتقاد العوام ما ذا یکون وکل مباح ادی الی ھذا فھو مکروہ انتہی

امام کولازم ہے کہ مصافحہ سے جو بعد نماز صبح کے اور بعد نماز جمعہ کے اور بعد نماز عصر کے نیا نکال کر شروع کیا ہے' منع کردے بلکہ بڑھا کر پنجگانہ نماز کے بعد کرنے لگے ہیں' یہ تمام بدعت ہے' اور شرع میں مقام مصافحہ کا صرف وقت ملاقات کا مسلم بھائی مسلمان سے نمازوں کے بعد نہیں ہے۔ پھر جس جگہ شرع نے مقرر کیا ہے اسی جگہ قائم رکھنا چاہیے' اور مصافحہ کرنے والوں کو زجر کرنا چاہیے جبکہ خلاف سنت کرنے لگے۔ اور ان کی اس تصریح سے اجماع معلوم ہوتا ہے۔ سو مخالفت جائز نہیں ہے۔ بلکہ اتباع لازم ہے۔ واسطے قول اللہ تعالیٰ کے " جو کوئی مخالفت کرے رسول کی جب کھل چکی ہو اس پر راہ کی بات اور چلے خلاف سب مسلمانوں کی راہ سے' سو ہم اس کو حوالہ کریں جو اس نے پکڑے اور ڈالیں اس کو دوزخ میں' اور بہت بری جگہ ہے پہنچا"

اور اگر فقہاء اس مصافحہ کو صاف مکروہ نہ کہتے بلکہ فی نفسہ مباح ہوتا تو بھی اس زمانہ میں کراہت کا حکم کرتے اس لئے کہ لوگ اس پر جم گئے ہیں۔ اور اس سنت لازمہ جانتے ہیں۔ کہ اس کا ترک کرنا جائز نہیں رکھتے' یہاں تک کہ ہم کو یہ خبر پہنچی ہے ایک شخص سے جو صاحب علم مشہور ہے کہتا ہے یہ مصافحہ اسلام کی نشانیوں میں سے ہے' جو ایمان والا ہے اس کو کیوں چھوڑ سکتا ہے۔

اب اے انصاف والو! دیکھو تو جب خواص کا یہ اعتقاد ہو تو عوام کا کیا ہوگا؟ اور جو امر مباح اس نوبت کو پہنچ جائے پھر وہ بھی مکروہ ہے۔

اور کہا حافظ ابن القیم نے اغاثۃ اللہفان میں:

ان العمل اذا جری علی خلاف السنۃ فلا اعتبار بہ و لا التفات الیہ و قد جری العمل علی خلاف السنۃ منذر من طویل فاذن لا بدلک ان تکون شدید التوقی من محدثات الامور و ان اتفق علیہ الجمہور و لا یغرنک اطباقھم ما احدث بعد الصحابۃ بل ینبغی لک ان تکون حریصا علی التفتیش عن احوالھم و اعمالھم فان اعلم الناس و اقربھم الی اللہ تعالی اشبھھم و اعرفھم بطریقھم اذ منھم اخذ الدین و ھم الحجۃ فی نقل الشریعۃ۔ عن صاحب الشرع ینبغی لک ان لا تبال بمخالفتک لاھل عصرک فی موافقتک لاھل عصر النبی علیہ الصلاۃ والسلام

یعنی عمل جب خلاف سنت ہونے لگتا ہے تو اس کا کچھ اعتبار نہیں اور نہ اس کی طرف کچھ التفات ہے اور بے شک عمل برخلاف سنت مدت دراز سے جاری رہا ہے۔ سو اب تجھ کو ضرور ہے کہ محدثات یعنی نئی نئی باتوں سے بہت ہی ڈرتا رہے اگرچہ اس پر جمہور متفق ہو گئے ہوں سو تجھ کو ان کا اتفاق نئے امور پر جو بعد صحابہ کے ہوگئے ہیں فریب نہ دے۔ بلکہ تجھ کو یہ لائق ہے کہ بہ حرص تمام ان کے احوال و اعمال کو ڈھونڈتا رہے کیونکہ تمام لوگوں میں بڑا عالم اور بڑا مقرب خدا تعالیٰ کو وہ ہے جو صحابہ سے بہت مشابہ اور ان کے طریقے سے خوب واقف ہے' کیونکہ دین ان ہی سے حاصل ہوا ہے۔ اور نقل شریعت میں وہی اصل ہیں۔ سو تجھ کو لائق ہے کہ اس کی کچھ پرواہ نہ کرے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے موافق کرنے میں اپنے زمانے کے لوگوں سے مخالفت ہوگی۔

اور رد المختار حاشیہ در مختار میں ہے:

و نقل تبیین المحارم عن الملتقط انہ تکرہ المصافحۃ بعد اداء الصلاۃ بکل حال لان الصحابۃ ما صافحوا بعد اداء الصلاۃ و لانھا من سنن

الروافض

اور شیخ عبدالحق نے ترجمہ مشکوۃ میں لکھا ہے:

آنکہ بعضے مردم مصافحہ مسکینند بعد از نماز یا بعد از نماز جمعہ چیزے نیست و بدعت است از جہت تخصیص وقت انتہی

اور کتاب مدخل شیخ ابن الحاج مالکی کی جلد دوم فصل فی المصافحة خلف الصلاۃ میں اس کی پوری بحث ہے اور عبارت اوپر گزری ہے۔

اور مدخل دوم فصل فی سلام العیدین میں ہے:

و اما المعانقة فقد کرهها مالک و اجازها ابن عیینة اعنی عند اللقاء من غیبة کانت و اما فی العیدین لمن هو حاضر معک فلا و اما المصافحة فانها وضعت فی الشرع عند لقاء المومن لاخیه۔ و اما فی العیدین علی ما اعتاده بعضهم عند الفراغ من الصلاة یتصافحون فلا اعرفه انتهی

یعنی معانقہ و مصافحہ بعد صلاۃ عیدین کے اس کی اصلیت ہم شرع سے نہیں پہچانتے۔

پھر علامہ ابن الحاج نے بعض علماء فارس ملک مغرب کا حال لکھا ہے کہ:

انهم کانوا اذا فرغوا من صلاة العید صافح بعضهم بعضا

اس کے بعد علامہ ابن الحاج نے ان لوگوں کے اس فعل کو رد کیا اور فرمایا:

فان کان یساعده النقل عن السلف فیاحبذ او ان لم ینقل عنهم فترکه اولی

یعنی علماء فارس کے اس عمل کا ثبوت سلف صالحین (صحابہ و تابعین) سے ہو تو بہت بڑی عمدہ بات ہے اور اگر ثابت نہ ہو تو اس کو چھوڑ ہی دینا بہتر ہے۔

اور اوپر معلوم ہوا کہ اس فعل کا ثبوت نہیں ہے' پس یہ فعل بدعت ہے'

اور عمل علماء فارس حجت نہیں ہے۔ اور اوپر حافظ ابن القیم کی عبارت سے معلوم ہوا کہ جب عمل خلاف سنت ہونے لگتا ہے تو اس کا کچھ اعتبار نہیں ہے۔

پس حاصل کلام یہ ہوا کہ مصافحہ و معانقہ بعد صلاۃ العیدین کے بدعت ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

حررہ العبد الضعیف الفقیر الی اللہ ابو الطیب محمد شمس الحق عظیم آبادی عفا اللہ عنہ و تجاوز عن سیئاتہ

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین و الصلاۃ و السلام علی خیر خلقہ محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین' و قد سمیت ھذہ الرسالۃ بھدایۃ النجدین الی حکم المعانقۃ و المصافحۃ بعد العیدین فقط

(از فتاوی علامہ شمس الحق عظیم آباد ص ۱۱۶۔۱۲۵ طبع علمی اکیڈمی کراچی ' مرتبہ مولانا محمد عزیز)

بقیہ :۔

بیٹھی ہیں رذائل کی کالی گھٹائیں مطلع ادب پر چھائی ہیں کہ اخلاق کی کرنیں طلوع ہونے کا نام تک نہیں لیتی اخلاق کا یہ تاریک دور بتارہا ہے کہ حالت دن بدن زوال کی طرف جارہی ہے اس لئے ضرورت ہے کہ سلیقہ شعاری کو بروئے کار لایا جائے اور رسول اللہ ﷺ کے اقوال و افعال کی اخلاقی مشعلیں روشن کرکے مسلمان بھائیوں اور قوموں، قبیلوں میں اخلاق نبوی کے چراغ جلادیں اور ہر اسلام کا گہوارہ بننے والا ملک، قوم اور ریاستیں اخلاق نبوی سے روشن ہوکر اپنی زندگی سنوار لیں۔ اللہ تعالیٰ عمل کرنے دوسروں کو بتانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین